Aug, 1975

انوار الصوفیہ

قصور

بیادگار اعلیٰ حضرت امیر ملت مولانا الحاج
پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث
علی پوری

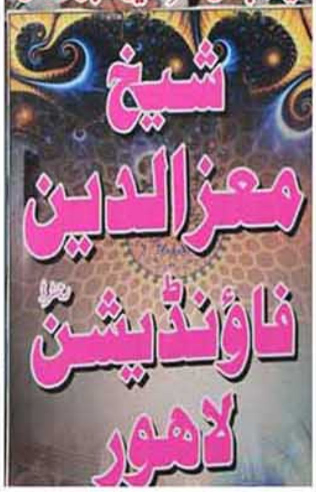
نگران اعلیٰ حضرت مولانا الحاج جگر پیر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہ



انوار الصوفیہ رسالہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام ۱۹۰۴ کو شروع کروایا تھا رسالہ انوار الصوفیہ کی ۴۲ جلدیں مہیا کرنے پر جناب محمد محمود صاحب کا مشکور ہو اور ان رسائل کا سکین کا تمام کام شیخ معزالدین فاؤنڈیشن کے بانی جناب پروفیسر محمد عاطف صاحب نے کروایا ہے ،(بختیار حسین جماعتی) رسائل کی لسٹ درج ذیل ہے



1	1950 February	15	1965 March	29	1973 October
2	1950 March	16	1966 September	30	1973 November
3	1959 May June	17	1966 October	31	1974 February
4	1959 Sept October	18	1966 November	32	1974 April
5	1961 March	19	1967 October	33	1974 May June
6	1961 September	20	1968 October Nov	34	1974 July
7	1961 October Nov	21	1971 Agust	35	1974 May June
8	1962 April	22	1971 December 1972 Jan	36	1975 Agust
9	1962 January	23	1971 May	37	1975 July
10	1962 November	24	1971 July	38	1975 May
11	1962 December	25	1971 Semptember	39	1975 September
12	1963 March	26	1972 April	40	1976 Nov Dec
13	1964 May JUne	27	1973 January	41	1976 Sep Oct
14	1964 JUNE	28	1973 September	42	1977 March April





بلحاظ روحانی حضرت مولانا الحاج سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
بر سرپرستی حضرت مولانا الحاج شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہ
بالطاف کریمانہ حضرت مولانا الحاج معین الملت پیر سید سعید حسین شاہ صاحب

ماہنامہ انوار الصوفیہ

بابت ماہ اگست ۱۹۷۵ء
شمارہ ۱۲ جلد ۶۹

مدیر مسئول
غلام رسول گوہر

ترتیب

نعت	۲
تفسیر جلالین	۳
قرآن انمول ہیرا ہے	۵
معراج جسمانی کی بحث	۹
فنا فی اللہ کی علامات کیا ہیں	۱۲
امیر ملت کے نقوش پا اور ہم	۱۷
امیر ملت کے کارناموں کا مختصر خاکہ	۲۰
محدث علی پوری نے اہل علم کی نظر میں	۲۳

ایڈیٹر و پبلشر: مولانا غلام رسول گوہر
مطبع: لاہور آرٹ پریس انارکلی لاہور
مقام اشاعت: کوٹ عثمان خاں قصور

ادارۂ تحریر

حضرت مولانا پیر سید افضل حسین شاہ صاحب
حضرت مولانا پیر سید منور حسین شاہ صاحب
حضرت مولانا میاں ضیاء احمد گوہر
جناب بابو محمد صادق صاحب قصوری
مولانا عبد الرسول صاحب مرتضائی ایم اے

بدل اشتراک

زر سالانہ	دس روپے
سرپرست حضرات سے	ایک سو روپے
معاونین سے	۵۰ روپے

فی کاپی ایک روپیہ

نورٌ علیٰ نور

پروفیسر فیاض احمد کاوشؔ

جو بہت دور نظر آتا ہے
دل میں مستور نظر آتا ہے

ذرے ذرے میں ارض طیبہ کے
جلوۂ طور نظر آتا ہے

انکی محفل کا حسن کیا کہنا
ہر طرف نور نظر آتا ہے

دل کو جب سے ملا ہے غم ان کا
کیسا مسرور نظر آتا ہے

کیسے دیکھوں انہیں کہ پیشِ نظر
پردۂ نور نظر آتا ہے

چشم ساقی کے دیکھنے سے دل
بے پیے چور نظر آتا ہے

جسطرف دیکھئے مدینہ میں
نور ہی نور نظر آتا ہے

انکے چہرے پہ کیا نظر ٹھہرے
منظرِ طور نظر آتا ہے

جو بھی آتا ہے بزم طیبہ سے
کیسا مخمور نظر آتا ہے

جلوہ ریزی سے گنبدِ خضراء
منبع نور نظر آتا ہے

کاوشؔ آنکھوں سے دور ہے طیبہ
دل سے کب دور نظر آتا ہے

غزل

یہاں گردش میں ہر پیر و جواں ہے
زمینِ کوئے جاناں آسماں ہے

خلش ہے درد ہے سوزِ نہاں ہے
مگر عزم جواں ہر دم جواں ہے

رگِ گل میں ہمارا خوں رواں ہے
مگر گلچیں ہمیں سے بدگماں ہے

وفا کی آزمائش کرنے والو
محبت ماورائے امتحاں ہے

کوئی غنچہ کہیں چٹکا ہے شاید
قفس میں آج پھر شورِ فغاں ہے

تمہاری جستجو میں کھو گئے جو
اب ان کی جستجو میں آسماں ہے

خلا میں چاند پر اڑ جانے والو
زمیں کے ذروں میں سورج نہاں ہے

نہیں کاوش میں کوئی اور خوبی
مگر بس یہ کہ وہ رنگیں بیاں ہے

ترجمہ

تفسیر جلالین

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ۔ اور جب ان کے پاس آئی کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تصدیق کرنے والی ہے اس چیز کی جو ان کے پاس ہے تورات سے، وہ قرآن ہے۔ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ اور وہ تھے اس کے آنے سے پہلے يَسْتَفْتِحُوْنَ مدد مانگتے عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ ان لوگوں پر جنہوں نے کفر کیا۔ کہتے تھے اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا عَلَيْهِمْ بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوْثِ آخِرَ الزَّمَانِ۔ اے اللہ ان کافروں پر ہماری مدد کر اس نبی کے ساتھ جو آخر زمانہ میں مبعوث ہوگا۔ فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا۔ پس جب آئی ان کے پاس وہ چیز جس کو انہوں نے پہچانا۔ حق سے اور وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت اور تشریف آوری ہے۔ كَفَرُوْا بِهٖ تو انھوں نے اس کے ساتھ کفر کیا، حسد سے اور ریاست کے چلے جانے کے خوف سے لَمَّا اولیٰ کے جواب پر لَمَّا ثانیہ کے جواب نے دلالت کی ہے۔ اور وہ كَفَرُوْا بِهٖ ہے —

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ پس لعنت ہو اللہ کی کافروں پر بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ۔ بڑی ہے وہ چیز جس کے ساتھ انھوں نے بیچا اَنْفُسَهُمْ اپنی جانوں کو۔ یعنی ان کے حصے کو ثواب سے (مَا نکرہ چیز کے معنیٰ میں بئس کے فاعل کی تمیز ہے۔ اور مخصوص بالذم اَنْ يَّكْفُرُوْا ہے۔ یعنی ان کا کفر بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ۔ اس چیز کے ساتھ جس کو اللہ نے اتارا قرآن سے بَغْيًا (مفعول لہٗ یکفروا کا ہے)، یعنی بوجہ حسد کے عَلٰى اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ (تخفیف اور تشدید کے ساتھ) اوپر اس کے کہ نازل کرے اللہ تعالیٰ مِنْ فَضْلِهٖ اپنے فضل سے یعنی وحی سے عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ اس شخص پر جس کو چاہے رسالت کے لئے مِنْ عِبَادِهٖ فَبَاءُوْا اپنے بندوں سے پس لوٹے وہ بِغَضَبٍ اللہ کے غضب کے ساتھ بسبب ان کے کفر کرنے کے اس چیز کے ساتھ جس کو اس نے نازل کیا (اور تنکیر تعظیم کے واسطے ہے) عَلٰى غَضَبٍ اوپر غضب کے، حق دار ہوئے وہ اس کے اس سے پہلے تورات کو ضائع کرنے اور عیسیٰ کے ساتھ کفر کرنے کے سبب سے وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۵ اور کافروں

واسطے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ۔ اور جب ان کو کہا جائے کہ تم ایمان لاؤ اس چیز پر جسکو اللہ نے نازل کیا۔ قرآن وغیرہ سے وَھُوَ الْحَقُّ حالانکہ وہ حق ہے۔ قالوا نؤمن بما اُنزل علینا۔ انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اس چیز پر جسکو ہم پر اتارا گیا۔ یعنے تورات پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا ویکفرون (واؤ حال کے لئے ہے) حالانکہ کفر کرتے ہیں بِمَا وَرَاءَہٗ اس چیز سے جو اس کے سوا ہے یا اس کے بعد ہے مثل قرآن شریف کے۔ قُلْ۔ آپ ان کو کہدیں فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ۔ پس تم نے کیوں قتل کیا۔ اَنْبِیَآءَ اللّٰہِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ اللہ کے نبیوں کو اس سے پہلے، اگر تم ایمان دار ہو۔ ساتھ تورات کے۔ حالانکہ تمکو اس میں اس سے روکا گیا ہے نبیوں کے قتل کے ساتھ۔ خطاب ان یہودیوں کو جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود ہیں

اس لئے کہ وہ اس کے ساتھ راضی ہیں۔ (جو ان کے باپ دادوں کے فعل سے)

مطلب۔ یہ ہے کہ یہودی حضور نبی اکرم علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے آپ کے انتظار میں رہتے تھے کہ آپ جب مبعوث ہوں تو فوراً حاضرِ خدمت ہوکر ایمان لائیں۔ کیونکہ ان کے بزرگوں کی اور تورات کی ان کو یہی وصیت تھی۔ اور جب انکی کافروں سے لڑائی ہوئی تو دعا کرتے اے اللہ جس پیغمبر کو تو نے آخیر زمانے میں بھیجنے کا وعدہ کیا ہے اس کو بھیج کر ہمیں کافروں پر مدد دے۔ اللہ تعالےٰ نے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب مبعوث فرمایا۔ اور علاماتِ نبوت سے انہوں نے آپ کو پہچانا۔ تو ایمان نہ لائے۔ اس لئے کہ ان کو آپ کے ساتھ حسد ہوگیا۔ اس لئے کہ آپ ان کی قوم سے پیدا نہیں ہوئے۔ انھوں نے کہا کہ نبوت اور حکومت ہمارے خاندان سے نکل گئی۔ اور اس لئے بھی ایمان نہ لائے کہ ان کے اکابر کو جو اپنے عوام پر سرداری تھی، اس کے ختم ہو جانے کا بھی انکو اندیشہ تھا۔

ایمان سے انکار کرنے والوں پر اللہ نے لعنت فرمائی۔ اور فرمایا ایمان کے بدلے جو انھوں نے کفر اختیار کیا ہے۔ یہ اچھی بات نہیں۔ رسالت اللہ کے اختیار میں ہے۔ اپنے بندوں میں سے جسکو چاہے وہ اپنا رسول بناتا ہے۔ اور جب ان کو کہا جائے کہ تم ایمان لاؤ تو کہتے ہیں ہم اس چیز پر ایمان لائے ہوئے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی ہے۔ اسکے ماسوا جو چیز ہے اس پر ہم ایمان نہیں لائیں گے۔ انکی تردید کے لئے فرمایا اے پیغمبر ان کو کہو اگر تم ادعائے ایمان میں سچے ہو تو پھر تم نے انبیاء کو کیوں قتل کیا، اس لئے کہ ایمان کسی عام آدمی کو بھی ناحق قتل کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ چہ جائیکہ نبیوں کو قتل کیا جائے۔

تبرکات امیر ملت
علی پوری قدس سرہ

قرآن انمول ہیرا ہے

ماخوذ از سیرت امیر ملت
ص ۶۵۴

قرآن شریف میں صداقت اور برکت ہے۔ قرآن شریف کے نازل ہونے کے وقت اس میں جو برکت اور شفا تھی وہی اب تک ہے۔ اور قیامت تک رہے گی۔ جو یہ کہے کہ قرآن شریف میں اب برکت اور شفا نہیں وہ کافر ہے۔ جس مرض کا کوئی علاج نہیں قرآن شریف اس کا علاج ہے۔ جس کو ڈاکٹر لاعلاج بتا دیتے ہیں ہم اس کو قرآن شریف پڑھ کر دیتے ہیں وہ شفا پا جاتا ہے۔ قرآن شریف روحانی بیماریوں کا عمل کرنے سے اور جسمانی عوارض کا محض دم کرنے سے شفا بخش نسخہ ہے۔ کوئی آدمی جس کی طحال بڑھ گئی ہو وہ خواہ کسی بھی فرقہ کا ہو، آجائے اور ایک تیز تلوار لیتا آئے ہم اللہ کا کلام پاک پڑھ کر اس تلوار سے طحال[۲] کو دباتے ہیں۔ بال تک نہیں کٹتا اور تلی کٹ کے مریض شفایاب ہو جاتا ہے۔

اسی طرح سانپ گزیدہ اور سگ گزیدہ کے لئے گیلی مٹی کے ڈھیلے پر کلام پاک دم کر کے دیا جاوے گا وہ اس کے بدن پر پھیرو جس رنگ کے کتے نے کاٹا ہوگا اسی رنگ کے بال اس مٹی کے ڈھیلے میں سے نکلیں گے اور مریض اسی وقت اچھا ہو جائے گا۔ جس کو قرآن کریم کی برکت دیکھنی ہو وہ صبح ہی مریض کو لے آئے۔ میں یہ باتیں صرف اظہار حق کے لئے سنا رہا ہوں تاکہ سب پر روشن ہو جائے کہ دوسرے مذاہب والوں کے ہاتھ میں فقط کانچ ہے اور مسلمانوں کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے انمول ہیرا ہے۔

---

[۱] یہ طویل اور پر از حکم وعظ کا ایک اقتباس ہے جو زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت مولانا الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے بمقام آگرہ اکبری مسجد میں بتاریخ ۲۸ نومبر ۱۹۲۴ء مسلمانوں کے ایک بہت بڑے اکٹھ میں ارشاد فرمایا تھا۔ اس وعظ میں آپ نے نقلی و عقلی دلائل سے اسلام اور قرآن کی حقانیت اور

(بقیہ صـ ۔۔)

معراج جسمانی کی بحث

سوال :۔ حضرت مولانا الحاج غلام رسول گوہر صاحب بعد از سلام مسنون گذارش یہ ہے ہمارے گاؤں میں ایک عجیب بے دین سے پالا پڑا ہے۔ وہ کہتا ہے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جسمانی معراج نہیں ہوا روحانی ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم میں برکت دے اس کا تسلی بخش جواب تحریر کریں۔

محمد رشید دھاریوال سیالکوٹ

الجواب ھو الموفق للصواب جملہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جسمانی معراج ہوا اور بیداری میں ہوا۔ بہت مشہور اور اصح عند الجمہور روایت کے مطابق ہجرت سے ایک سال یا دو سال قبل مکہ مکرمہ میں ہوا۔ آپ کے لئے بحکم خداوندی جبرائیل علیہ السلام جنت سے ایک براق لے کر آئے کہ آپ اس پر سوار ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسوقت سو رہے تھے یا ایسی حالت میں تھے جو سونے اور جاگنے کے مابین ہو۔ جبرائیل علیہ السلام آئے اور آپ کو بیدار کیا۔ پھر آپ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور براق پر سوار ہوئے۔ اور بیت المقدس پہنچے - وہاں ایک پتھر جسکو صخرہ کہتے ہیں براق کو باندھا تمام انبیاء علیہم السلام وہاں آپ کے خیر مقدم کے لئے پہلے سے حاضر تھے۔ وہاں آپ نے نماز پڑھائی۔ سب پیغمبر اور ملائکہ آپ کی اقتداء میں تھے۔ اس کے بعد باری باری ہر پیغمبر نے اللہ کی حمد و ثناء کی اور اس نعمت کا ذکر کیا جس سے وہ نوازا گیا۔ آخیر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔ اللہ کی حمد و ثناء کے بعد آپ نے فرمایا میں حبیب اللہ ہوں۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہی وہ خوبی ہے جس کے سبب محمد صلے اللہ علیہ وسلم سب پیغمبروں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ مسجد الحرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک آپ کے آنے کا ذکر قرآن پاک کی اس

معراج جسمانی کی بحث

سوال :- حضرت مولانا الحاج غلام رسول گوہر صاحب بعد از سلام مسنون گذارش یہ ہے ہمارے گاؤں میں ہمیں ایک عجیب بے دین سے پالا پڑا ہے۔ وہ کہتا ہے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جسمانی معراج نہیں ہوا روحانی ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قول پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم میں برکت دے اس کا تسلی بخش جواب تحریر کریں۔

محمد رشید دھارووال سیالکوٹ

الجواب ھوالموفق للصواب جملہ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جسمانی معراج ہوا اور بیداری میں ہوا۔ بہت مشہور اور اصح عند الجمہور روایت کے مطابق ہجرت سے ایک سال یا دو سال قبل مکہ مکرمہ میں ہوا۔ آپ کے لئے بحکم خداوندی جبرائیل علیہ السلام جنت سے ایک براق لے کر آئے کہ آپ اس پر سوار ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت سو رہے تھے یا ایسی حالت میں تھے جو سونے اور جاگنے کے مابین ہو۔ جبرائیل علیہ السلام آئے اور آپ کو بیدار کیا۔ پھر آپ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور براق پر سوار ہوئے۔ اور بیت المقدس پہنچے۔ وہاں ایک پتھر جسکو صخرہ کہتے ہیں براق کو باندھا تمام انبیاء علیہم السلام وہاں آپ کے خیر مقدم کے لئے پہلے سے حاضر تھے۔ وہاں آپ نے نماز پڑھائی۔ سب پیغمبر اور ملائکہ آپ کی اقتداء میں تھے۔ اس کے بعد باری باری ہر پیغمبر نے اللہ کی حمد و ثناء کی اور اس نعمت کا ذکر کیا جس سے وہ نوازا گیا۔ آخیر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔ اللہ کی حمد و ثناء کے بعد آپ نے فرمایا میں حبیب اللہ ہوں۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہی وہ خوبی ہے جس کے سبب محمد صلے اللہ علیہ وسلم سب پیغمبروں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ مسجد الحرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک آپ کے آنے کا ذکر قرآن پاک کی اس

آیت میں ہے :

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیَاتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ○

یہاں تک کی سیر کو اسراء کہا گیا ہے۔ اور پھر یہاں سے اوپر جانا معراج کہلاتا ہے۔ اسراء اور معراج دونوں جسم سے بحالت بیداری ہوئے ہیں اسراء کا منکر کافر اور معراج کا منکر بدعتی ہے۔ اس لئے کہ جس وضاحت سے قرآن میں* معراج آسمانی کا ذکر نہیں بلکہ محدثین نے احادیث مشہورہ یا احاد سے آسمانی معراج کا ذکر کیا ہے۔ لیکن یا بعض آیات سے علماء نے استنباط کیا ہے۔ اس کا منکر شرعی اصول کے مطابق کافر نہیں ہوگا۔

* معراج کا ذکر ایسی وضاحت سے

اس بات کی دلیل کہ آپ جسم کے ساتھ گئے آیت مذکورہ میں عبد کے ساتھ آپ کا مذکور ہونا ہے۔ عربی زبان کی لغت میں عبد روح پر نہیں بولا گیا۔ اس کا اطلاق جسم مع الروح پر ہوا ہے۔ جیسے قرآن میں آیا قام عبد اللہ ' کھڑا ہوا بندہ۔ یعنی جسم روح کے ساتھ کھڑا ہوا۔

شرح عقائد صفحہ ۱۰

والمعراج لرسول صلی اللہ علیہ وسلم فی الیقظۃ بشخصہ الی السماء ثم الی ماشاء اللہ تعالیٰ من العلیٰ حق ای ثابت بالخبر المشہور حتی

ان منکرہٗ یکون مبتدعا

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج بیداری میں آپ کے شخص (جسم) کے ساتھ آسمان کی طرف ہوا۔ پھر اس سے آگے بلندی سے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ہوا۔ یہ بات حق ہے۔ یعنی خبر مشہور کے ساتھ ثابت ہے۔ یہاں تک کہ اس کا منکر بدعتی ہے۔

اس کی شروح میں مثل خیالی وغیرہ کے لکھا ہے کہ حدیثوں میں معراج کی جو تفصیل مذکور ہے اس کا انکار کرنے والا متبدع اور گمراہ ہے اور زمرۂ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے۔ اور نفس معراج کا منکر کافر ہے۔ امّا انکار نفس المعراج کفرٌ بلا شبھۃٍ

منکر معراج جسمانی کا یہ قول کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں نے کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اقدس کو اپنے سے گم نہیں پایا، حجت نہیں۔ اس لئے کہ معراج کے زمانہ میں حضرت عائشہ صغیرہ تھیں۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں نہیں آئی تھیں۔ اور معاویہ کا قول بھی ناقابل اعتبار ہے۔ اس لئے کہ وہ اس وقت کافر تھا۔

وکانت رضی اللہ تعالیٰ عنہا اذا ذالک صغیرۃ ولم تکن زوجتہا

علیہ الصلوٰۃ والسلام وکان معاویۃ کافرًا یومئذٍ (روح المعانی ص ج ۵۷)

بعض مبتدعین نے معراج جسمانی بحالت یقظہ کے انکار پر اس آیت سے استدلال کیا ہے (وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس۔

اور نہیں بنایا ہم نے اس رؤیا کو جو ہم نے آپ کو دکھایا مگر فتنہ لوگوں کے لئے۔

انہوں نے رؤیا کے معنی خواب کے کئے ہیں حالانکہ رؤیا کے معنی مجرد خواب کے نہیں بلکہ رؤیت بالعین کے بھی ہیں۔ اس آیت میں الا فتنۃ للناس سے رؤیت بالعین ثابت ہے کیونکہ خواب کا دیکھنا کسی کے نزدیک بھی قابل انکار و تعجب نہیں ہوتا۔ اگرچہ کوئی کہے رات کو میں نے پرواز کی اور آسمانوں پر گیا۔ اگر کوئی ایسی بات بیداری کی نسبت کہے تو شور و غل مچتا ہے لوگ انکار کرتے ہیں۔ اور یہ بات ان کے لئے باعث فتنہ اور آزمائش ہو جاتی ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معراج پر اظہار تعجب کیا گیا اور کفار و معاندین نے کھل کر انکار کیا اور آپ کا مذاق اڑایا تو معلوم ہوا کہ آپ نے اپنی آنکھوں دیکھا حال ان کے سامنے بیان فرمایا تھا۔ نیز آیت مذکورہ میں جس رؤیا کا ذکر فرمایا گیا ہے اسس کو بعض مفسرین نے فتح مکہ پر محمول فرمایا ہے۔ جب اس میں دو احتمال ہوئے تو اس سے کسی ایک چیز پر استدلال کرنا باطل ہوا۔ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

واحتج الجمہور لذالک بانہ لو کان مناما ما تعجب منہ قریشا ولا استحالوہ لان النائم قد یری نفسہ فی السماء و یذھب من المشرق الی المغرب ولا یستبعدہ احد (روح)

جمہور نے اپنے مدعا پر کہ آپ کو بیداری میں جسم کے ساتھ معراج ہوا اس طرح حجت پکڑی ہے کہ اگر وہ خواب ہوتا تو قریش نہ اس پر تعجب کرتے اور نہ اسکو محال جانتے اس لئے کہ سونے والا کبھی دیکھتا ہے اپنے آپ کو آسمان میں اور جاتا ہے مشرق سے مغرب کی طرف اور اسس کو کوئی بھی بعید از عقل تصور نہیں کرتا۔ اور یہ بھی فرمایا ہے۔

العبد ظاھر فی الروح والبدن

عبد کا اطلاق روح اور جسم پر ظاہر ہے۔ ہماری اس تفصیل سے واضح ہوا کہ سرور دو عالم آسمانوں پر اپنے جسم کے ساتھ بیداری میں گئے (علماء نے اس پر امت کا اجماع بھی نقل کیا ہے۔

ھذا ما لدی وعند اللّٰہ الصواب

غلام رسول گوہر
جماعتی قصور

حیات النبیؐ کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء اہل سنت و جماعت اس مسئلہ میں کہ انبیاء و بالخصوص حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں حیات ہیں۔ اور کیا ان کی حیات اور عام اموات اور شہداء کی حیات میں جبکہ ان سب کی حیات برزخی ہے۔ کوئی فرق ہے؟ بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مرکر مٹی ہو گئے۔ وہ زندہ نہیں ہیں۔ اگرچہ ہمارا عقیدہ حیات النبیؐ کا ہے مگر ہم ان پڑھ لوگ ہیں جب ہم پر کوئی اعتراض کرتا ہے تو ہم اس کا جواب نہیں دے سکتے۔

(محمد دین راؤ۔ خانواہ لاہور)

الجواب ھو الموفق للصواب

انبیاء و رسل اور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ ان کی زندگی برزخی زندگی سے جو اموات کو دلائل کے ساتھ حاصل ہے بدرجہا اعلیٰ و افضل ہے اور دنیا کی زندگی سے بھی بدرجہا اتم و اکمل ہے۔ حیات النبیؐ کا انکار کفر ہے۔

اس لئے کہ یہ عقیدہ نصوص اور دلائل قطعیہ سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ آلوسی روح المعانی میں رقمطراز ہے۔

فنقل القاضی ابوبکر بن العربی فقال رؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بصفتہ المعلومۃ ادراک على الحقيقة ورؤيته على غير صفته ادراك للمثال واستحسنه الجلال السیوطی وقال بعد نقل احادیث وآثار ما نصہ فحصل من مجموع هذا الكلام المنقول والاحاديث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حی بجسده وروحه وانه یتصرف ویسیر حیث شاء فی اقطار الارض وفی الملکوت وھو بھیئتہ التی کان علیھا قبل وفاتہ لم یتبدل منه شیء وانه مغیب عن الابصار کما غیبت الملائكة مع کونھم احیاء باجسادھم فاذا اراد اللہ تعالیٰ رفع الحجاب عمن اراد اکرامہ برؤیتہ راٰہ علی ھیئتہ التی ھو علیہ الصلوٰۃ والسلام علیھا لا مانع من ذالک ولا داعی الی التخصیص برؤیۃ

المثال۔
وذھب وجہ اللہ تعالیٰ الیٰ
مخصوصاً الی سائر الانبیاء علیہ
السلام ص ۳۶ ج ۲

قاضی ابو بکر نے تفصیل کرتے ہوئے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ۔۔۔ آپکی صفت معلومة کے ساتھ دیکھنا آپ کا حقیقتاً دیکھنا ہے ۔ اور صفت معلومہ کے غیر پر آپ کو دیکھنا' حقیقت کا دیکھنا نہیں ۔ مثال کا دیکھنا ہے ۔ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالے علیہ نے اس قول کو پسند فرمایا اور احادیث آثار کے نقل کرنے کے بعد کہا کہ اس کلام سے جو نقل کی گئی ہے اور احادیث سے یہ بات حاصل ہوئی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے جسم اور روح کے ساتھ زندہ ہیں ۔ اور آپ تصرف فرماتے اور سیر کرتے ہیں ۔ زمین کے اطراف میں اور ملکوت میں جہاں آپ ارادہ فرمائیں ۔ اور آپ اپنی اس ہیئت اور صورت پر باقی ہیں جس پر آپ اپنی وفات سے پہلے تھے ۔ آپ کے جسم اطہر سے کوئی چیز بدلی نہیں ۔ اور آپ اپنی آنکھوں سے غائب ہیں ۔ جسطرح ملائکہ باوجودیکہ وہ اپنے اجسام کے ساتھ زندہ ہیں ' آنکھوں سے غائب ہیں ۔ پس جب اللہ تعالے کسی پر کرم فرماتا ہے اور اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار فرحت آثار سے نوازنا چاہتا ہے تو اس سے پردہ کو اٹھا دیتا ہے پھر وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی اس مبارک شکل پر دیکھتا ہے جس پر آپ تھے نہ کوئی چیز اس سے مانع ہے ۔ اور نہ روایت مثال کی تخصیص کی طرف داعی ۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ دیگر انبیاء میں بھی اسی چیز کے قائل ہیں ۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ انبیاء کی ارواح قبض کرنے کے بعد انکی طرف لوٹائی جاتی ہیں ۔ اور ان کو اپنی قبور سے نکلنے اور ملکوت علوی وسفلی میں تصرف کرنے کا اذن ہوتا ہے ۔ اس بات پر بہت اخبار و احادیث شاہد ہیں ۔ مثلاً

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ما من نبی یموت فیقیم
فی قبرہ الا اربعین صباحاً۔

حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ' نہیں کوئی نبی جو وصال فرمائے پس وہ نہیں رہتا اپنی قبر میں مگر چالیس دن ۔ ایک حدیث وہ ہے جسکو عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں ثوری سے ' اس نے ابی المقدام سے اس نے سعید ابن مسیب سے روایت کیا ۔ "کہ نہیں ٹھہرا کوئی نبی زمین میں چالیس دن سے زیادہ" اور امام الحرمین نے نہایۃ میں پھر رافعی نے شرح میں روایت کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں بہت کرامت والا ہوں اپنے رب پر اس سے کہ وہ مجھ کو چھوڑے میری قبر میں تین دن کے بعد"

اس جگہ اس بات کو بھی واضح فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قبر شریف سے نکلنے اور پھر اکنافِ ارض میں سیر کرنے اور ملکوت علوی و سفلی میں تصرف کرنے سے آپ کا جسم پاک قبر سے جدا نہیں ہوتا۔ یہ مسئلہ بہت دقیق ہے عوام کی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ اس کی مثال اس طرح دی گئی ہے کہ باوجود اس کے کہ جبرائیل علیہ السلام حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے وحیہ کلبی کی صورت میں ہوتا ہے مگر وہ سدرۃ المنتہیٰ سے جدا نہیں ہوتا تھا۔

ولا مانع من ان یتعدد الجسد
المثالی الی مالا یحصی من الاجساد
مع تعلق روحہ المقدسۃ علیہ
من اللہ تعالیٰ الف الف صلوٰۃ
وتحیۃ بکل جسد منہا ویکون
ھذا التعلق من قبیل تعلق الروح
الواحدۃ باجزاء بدن واحد ولا تحتاج
فی ادراکاتہا واحساساتہا الخ

اور جسد مثالی کے بے شمار اجساد تک متعدد ہونے میں کوئی چیز مانع نہیں۔ باوجود اس کے کہ آپکی پاک روح کا تعلق تمام اجساد متعددہ کے ساتھ ایک جیسا ہوتا ہے۔ آپ پر اللہ تعالےٰ سے ہزار در ہزار صلوٰۃ والسلام ہو۔ یہ تعلق تمام اجساد کے ساتھ ایسا ہے جیسا کہ ایک روح کا تعلق جسم کے تمام اجزاء کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس تعلق میں روح اپنے ادراکات و احساسات میں ان آلات کی محتاج نہیں ہوتی جنکی طرف وہ ظاہر میں بدن کے ساتھ تعلق رکھنے میں ہوتی ہے۔ اس سے یہ سوال خود بخود حل ہو جاتا ہے کہ متعدد آدمیوں نے جاگتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمین کے مختلف اکناف میں ایک ہی ساعت اور لحہ میں کیسے دیکھا۔

کالشمس فی کبد السماء وضوئھا
یغشی البلاد مشارقاً ومغاربا

مانند آفتاب کے کہ وہ آسمان کے وسط میں ہے اور اسکی روشنی مشارق ومغارب میں تمام شہروں کو ڈھانکے ہوئے ہے۔ ایسی رویت جو کامل ومکمل اور حقیقتاً اور حالت بیداری میں ہو ان پاک نفوس کا نصیب ہے جو اتباع شریعت میں بال بھر بھی فرق نہیں لاتے۔

اس تقریر سے جسکو ہم نے بسط وتفصیل کا جامہ پہنایا۔ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام و دیگر انبیاء علیہم السلام کی حیات روز روشن کی طرح ثابت ہوئی۔ اور ان محبوبانِ خدا کی حیات اور عوام کی برزخی حیات میں جو فرقِ عظیم ہے وہ بھی واضح ہو گیا۔ اور ضمناً اور بھی کئی باتیں معرض تحریر میں آگئیں جس سے ایمان تازہ اور دل کو فرحت نصیب ہوئی۔

علامہ زمان شیخ محمد عبدالحق رضی اللہ تعالےٰ عنہ

بقیہ صـ۲۷ پر

متاعِ فکر

یونس ادیب

فنا فی اللہ کی علامات کیا ہیں

صوفیاء کرام کے لئے حاضر و غیر حاضر کی معنوی صداقت

تصوف میں حاضر اور غیر حاضر ایک خاص صوفیانہ تجربہ ہے اور یہ ایک ایسی حالت ہے جس میں اللہ تعالےٰ اپنے عبادت گذار کو پوری طرح اپنے حصار میں لے لیتا ہے اور انسانی صفات سے عاری کر دیتا ہے۔ یہ ایک ایسی حالت غیب ہے جو صوفیانہ ادب میں اہم ترین موضوع بنی رہی ہے۔ مشائخ کرام نے اس پر حاضر اور غیر حاضر کی ایک صوفیانہ اصطلاح کے ساتھ بصیرت افروز باتیں کی ہیں اور اس کے ذریعے روحانی زندگی کے انتہائی نازک لمحوں اور تجربوں کو بیان کیا گیا ہے حاضر اور غیر حاضر دونوں کے لفظ اگرچہ ایکدوسرے کی ضد ہیں لیکن بقول حضرت داتا صاحب دونوں لفظ مفہوم کو بیان کرنے میں عکس و سایہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ان لمحوں کی نمائندگی کرتے ہیں جب عبادت گذار فنا کے عمل سے گذر کر بصیرت اور مشاہدے کی دنیا میں واپس آتا ہے۔ اس طرح وہ ایک ہی وقت میں حاضر بھی ہوتا ہے اور غیر حاضر بھی

حضرت جنید بغدادیؒ نے اس تجربے کو اپنی نظم میں اس طرح بیان کیا ہے۔

جو کچھ میرے اندر خفا میں نے پایا
میری زبان تجھ سے پردۂ غیب میں
ہمکلام ہوئی۔
اور ہم ایک دوسرے سے متحد ہو گئے
لیکن ایک دوسرے اعتبار سے ہم ایک
دوسرے سے جدا ہیں۔
اگرچہ رعب و ہیبت نے تجھے مری
ان آنکھوں سے پوشیدہ کر رکھا ہے،
لیکن وجد و انبساط کے جذبات نے
تجھے میرے سب سے قریبی حصے سے
بھی قریب تر کر دیا ہے۔

مشائخ طریقت حاضر اور غیر حاضر کے بارے ایک واضح اختلاف بھی رکھتے ہیں۔ اور ان کے تخلیقی تجربے جدا جدا ہیں۔ مشائخ کرام کا ایک گروہ

حاضر کو غیر حاضر پر فوقیت دیتا ہے اور دوسرا غیر حاضر کو مقدم جانتا ہے۔ یہ اختلاف اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ مدہوشی اور ہوش میں ہے۔ محققین نے حاضر (حضور) سے مراد ایسی حالت لی ہے جس میں اللہ تعالےٰ کے سوا کائنات کی ہر چیز سے نسبت ٹوٹ جائے۔ یہاں تک کہ ہر چیز سے غائب ہونے والا اپنے آپ سے بھی غائب ہوا۔ اور اپنی غیر حاضری کو نہ تو دیکھ سکے اور نہ ہی محسوس کر سکے۔ لہٰذا اپنے آپ سے غائب ہونا اللہ تعالےٰ کے حصار میں حاضر ہونا اور اللہ تعالےٰ کے ہاں حاضر ہونے کا مطلب اپنے آپ سے غائب ہونا ہے۔

حضرت داتا صاحبؒ نے کشف المحجوب میں حاضر اور غیر حاضر کی معنوی صداقت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ ان دونوں حالتوں (حاضر اور غیر حاضر) کا منطقی نتیجہ اپنے آپ سے غیر حاضری ہے۔

لہٰذا جو اپنے آپ سے غائب ہو گیا ہے اللہ تعالےٰ کے حضور میں داخل ہو گیا اور جو اللہ تعالےٰ کے ہاں حاضر ہو گیا۔ اپنے آپ سے غیر حاضر ہو گیا۔ ان دونوں میں وہ اللہ تعالےٰ کے تصرف میں ہے اور وہی حاضر اور غیر حاضر کی حالت میں اس کا مالک ہے۔ کیونکہ اس حالت میں انسان کی کوئی نسبت باقی نہیں رہتی اور اللہ تعالےٰ سے اتحاد کی یہی آخری نشانی ہے۔ لیکن اس کے باوجود جس طرح وہ صوفیاء کا ایک گروہ مدہوشی کو ہوش پر فضیلت دیتا ہے۔ اسی طرح حاضر و غیر حاضر کے سلسلے میں بھی صوفیاء کی ایک مستند جماعت غیر حاضر کو حاضر پر مقدم جانتی ہے۔ اس ضمن میں بعض ہم عصر صوفیاء کی آراء بھی الگ الگ ہیں لیکن اس حقیقت پر سب کا اتفاق ہے کہ مدہوشی و ہوش انسانی اوصاف کے باقی رہنے کا پتہ دیتے ہیں۔ لیکن حاضر اور غیر حاضر اوصاف کے فنا ہونے کی واضح دلیل مہیا کرتے ہیں۔ حضرت داتا صاحبؒ نے عراقی صوفیا کی ایک جماعت کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان کے نزدیک راہ حق میں سب سے بڑا پردہ اپنی ذات ہے اور جب ذات کو اپنے آپ سے غائب کر دیتا ہے تو اس سے اس کی ہستی کو برقرار رکھنے والی تمام وسیلوں کی آفتیں فنا ہو جاتی ہیں۔ اپنے آپ کو اور غیروں کو دیکھنے سے آنکھیں جل جاتی ہیں۔ بشری اوصاف اللہ تعالےٰ کی قربت کی آگ سے اپنے آپ جل جاتے ہیں اور ایسی صورت ہو جاتی ہے کہ بقول حضرت جنیدؒ عبادت گزار اپنے اس وجودِ حقیقی میں منتقل ہو جاتا ہے۔ جب غیب کی حالت میں اللہ تعالےٰ اس سے ہمکلام ہوا حالانکہ اس کا اپنا کوئی وجود ہی نہیں تھا اور اللہ تعالےٰ نے اسے اپنی توحید کا مشاہدہ بخشا تھا۔

مشائخ کرام کی تعلیمات کی روشنی میں حاضر اور غیر حاضر دو ایسے پہلو ہیں جو صوفیانہ طرزِ عمل کے اعتبار سے ایک ہی نتیجے کے حامل ہیں۔ اور زیادہ اہمیت اس کو حاصل ہے کہ جب تک کوئی صوفی اپنے آپ سے غیر حاضر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالےٰ کے حضور میں بے حجاب حاضر نہیں ہو سکتا

اللہ تعالیٰ کے حضور بے حجاب حاضر ہونے کے لئے یہ شرط لازمی ہے کہ کوئی انہیں اپنی صفات سے مکمل طور پر دست بردار ہو جائے اور حضرت داتا صاحبؒ نے اوصاف سے دستبرداری اور اپنے آپ سے غیر حاضری اور اللہ تعالیٰ کے حضور بے حجاب حاضری کے معنوں کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے فرمائی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

بلا شبہ تم ہمارے حضور اکیلے آئے جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ تصوف کے لٹریچر بعض جلیل القدر صوفیاء پر مشتمل ایک گروہ اس بات پر متفق ہے کہ حاضر کو غیر حاضر پر فوقیت حاصل ہے۔ ان کے افکار کے مطابق اللہ تعالیٰ کے جمال و جلال سے فیض یابی حضور حق سے ہے اور اپنے آپ سے غائب ہونا، درحقیقت حضور حق کا ذریعہ اور علت ہے۔ اور جب حضور حق حاصل ہو جائے تو علت اور ذریعہ بے کار چیز ہوتا ہے۔ غیر حاضری کا فائدہ حضور حق سے ہے اور بے حضور غیر حاضری دیوانگی اور مغلوبیت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ لہٰذا تارک غفلت ہوتا حضور حق ہوتا ہے اور اگر اپنے آپ سے غائب ہونا مقصد کے حصول کا ذریعہ ہے تو جب مقصد حاصل ہو جاتا ہے تو ذریعہ پر قائم رہنا کہاں مناسب ہے۔

صوفیانہ فکر و نظر کے مطابق اپنے آپ سے غائب ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ انسان شہروں، بستیوں اور اپنے بھائی بندوں سے غائب ہو جائے۔ میرے مرشد حضرت برقیؒ فرماتے ہیں کہ غائب ہونے سے مراد اپنے ہر ارادے سے کنارہ کش ہونا اور مکمل طور پر خود کو اللہ کے اختیار میں دینا ہے کائنات سے اپنے ہر تعلق اور نسبت کو ختم کرنا، خواہشوں آرزوؤں اور تمناؤں سے بے نیاز ہو کر قرب الٰہی کی تلاش ایک ایسی حالت غیب ہے جس میں کوئی ارادہ نہیں ہوتا۔ اور بقول حضرت داتا صاحبؒ یہاں تک کہ حق تعالیٰ کا ارادہ ہی اس کا ارادہ ہو جائے اور وہ حاضر ہے۔ جس کے دل میں نہ دنیا کی فکر ہو اور نہ آخرت کی، اسے کسی خواہش سے راحت نصیب نہ ہو اور نہ ہی کسی کامیابی اور مرتبے کا حصول اس کے احساس کا حصہ بن سکے۔ ذات باری سے اتحاد کی راہ میں یہ حالت اس وقت طاری ہوتی ہے جب مکمل فنا یعنی ذات کے شعور کی فنا ارادے اور خواہش کی فنا سمیت ایک عارف ذات خداوندی میں جذب ہونے کا عمل پورا کر لیتا ہے۔ تصوف کے قدیم لٹریچر میں بعض صوفی سلسلوں کے سربراہوں نے اس عالم جذب کو حاضر اور غیر حاضر کی حالت کا نام دیا ہے جیسا کہ تصوف کے کئی امور کے عظیم رہنماؤں کا

بقیہ صـ۲۷ پر

باربروں اور مرد ہیئرڈریسروں کے کاروبار کو اسلامی نظام میں ڈھالنے کی مہم۔

مرد ہیئرڈریسروں کا خواتین گاہکوں کے

بال سنوارنا غیر شرعی فعل ہے

تحریر اسلام سلیمانی

پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جس کا قیام خالصتًا نظریاتی بنیادوں پر عمل میں آیا ہے اور وہ ہے اسلامی نظریۂ حیات۔ برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں نے امتحانوں و آزمائشوں اور مصیبتوں و قربانیوں سے بھرپور تاریخ کی یہ طویل، عظیم اور کامیاب جدوجہد صرف اس آرزو اور مقصد کے لئے کی تھی کہ ایک ایسے ملک کی تشکیل عمل میں آئے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو، جہاں مسلمانوں کا بول بالا ہو، جہاں کے مسلمان پوری آزادی اور عقیدت کے ساتھ آقائے دوجہاں سرورِ کائنات خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے بتائے ہوئے اصولوں اور راستوں پر عمل کر سکیں۔ جہاں اسلامی نظام کی حکمرانی ہو، جہاں اسلامی فضا چھائی ہو، جہاں کی ہر شے، ہر کام اور ہر کاروبار اسلامی رنگ میں ڈوبا ہوا ہو، جہاں کا ہر عوامی شعبہ اسلامی ہدایات پر عمل پیرا ہو، الغرض جہاں پوری زندگی، پورا ماحول اور پورا ملک اسلامی سانچے میں ڈھلا ہو۔

ملک کو بنے ہوئے ۲۸ سال ہو چکے ہیں۔ اس عرصہ میں کتنی ہی حکومتیں بدلیں، کیسے کیسے دور آئے اور کتنے ہی انقلابوں سے دوچار ہونا پڑا، لیکن ہم نظریہ پاکستان، قیام پاکستان اور مقصدِ پاکستان سے دُور بلکہ دُور تر ہوتے چلے گئے۔ یوں کہنے اور کہلوانے کو تو ہم نے اپنے وطنِ عزیز کا نام "اسلامی جمہوریہ" رکھ لیا ہے۔ لیکن اگر ایماندارانہ جائزہ لیا جائے، سچی بات کہی جائے اور ضمیر کی آواز سنی جائے تو یہ تلخ اور ناقابلِ تردید حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اسلامی نظامِ حکومت، اسلامی مساوات، عدل اور معیشت بزا اسلامی نظریۂ حیات کے نفاذ کی تو ابھی بسم اللہ بھی نہیں ہوئی ہے۔

یہ ملک خود عوام کی کوششوں سے، عوام کی جدوجہد سے وجود میں آیا ہے۔ اس کے لیے گرم گرم اور گاڑھے گاڑھے خون کی ندیاں بہی ہیں۔ لاتعداد ہنستے کھیلتے سہاگ لٹے ہیں۔ ہماری قابلِ صد تعظیم ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی معصوم عصمتیں تباہ ہوئی ہیں۔ لاکھوں بسے بسائے گھر اُجڑے ہیں بے شمار نسلوں سے رہتے بستے خاندان برباد ہوئے ہیں اور دو کروڑ مسلمانوں نے اپنے آبائی مکانوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہجرت قبول کی ہے۔

اس لئے اس انمول امانت کو، اس عزیز وطن کو اور اس پاک سرزمین کو اسلامی نظام میں ڈھالنے کی ذمہ داری بھی خود عوام ہی کو قبول کرنی چاہیے۔ اگر عوام اپنے اپنے شعبوں و طبقوں میں، اپنے اپنے دائرہ کار و دائرہ اختیار میں اسلامی تعلیمات واصولوں اور قوانین کا نفاذ عمل میں لے آئیں۔ تو یہ مقدس مقصد بہت جلد اور بڑی آسانی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ دنیا والوں کے سامنے سربلندی مل سکتی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے حضور بھی سرخروئی نصیب ہو سکتی ہے۔

پاکستانی باربر برادری اس سلسلہ میں پہل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہوئے علماء کرام سے سرپرستی و رہنمائی کی درخواست کرتی ہے۔ باربروں اور ہیر ڈریسروں کے کاروبار کے دو شعبے ہیں۔ ایک مردوں کی خدمت کے لئے ہے اور دوسرا خواتین کے لئے مخصوص ہے۔

اب تک بہت سے مرد ہیر ڈریسر صاحبان عورتوں کے بال سنوارنے کا کام انجام دیتے رہے ہیں اور دے رہے ہیں۔ بعض حالات میں تو دلہنوں کے سنگھار کا فریضہ بھی مرد ہیر ڈریسر ہی ادا کرتے ہیں۔

حکومت پاکستان سے ہم مؤدبانہ درخواست گذارش اور التجا کرتے ہیں کہ ملک کے ممتاز علما کی ایک کمیٹی کا تقرر عمل میں لائے جو اس اہم مسئلے پر قوم کی رہنمائی کرے کہ آیا مرد ہیر ڈریسروں کا خواتین گاہکوں کے بال دھونا اور انہیں گھونگھریالے بنانا، ان کے سر میں تیل ڈالنا اور کنگھی کرنا، ان کی زلفیں کاٹنا، بنانا اور سنوارنا ان کے چہرہ اور بدن کی مالش کرنا۔ ان کے چہرہ کا میک اپ کرنا، ان کے وگ لگانا اور ان کا سنگھار کرنا اسلامی نقطۂ نظر سے جائز ہے؟ اگر یہ غیر شرعی فعل قرار دیا جائے تو بلا تاخیر ایک آرڈیننس کے ذریعہ مرد ہیر ڈریسروں کو خواتین گاہکوں کی خدمت کرنے سے قانوناً روک دیا جائے۔ عورتوں کے کام کے لئے مردوں سے الگ ہیر ڈریسنگ ادارے قائم ہوں، ان میں کوئی مرد کارکن نہ ہو۔ یہ شعبہ صرف خواتین ہیر ڈریسروں کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔

خواتین کی خدمات انجام دینے والے ہمارے مرد ہیر ڈریسر بھائیوں کو جب بھی

بقیہ صہ ۲۸ پر

راجہ رشید محمود ایم اے

حضرت امیر ملت کے نقوشِ پا اور ہم

ہرگز نہ میرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

اولیاء اللہ کے مزارات آج بھی مرجع خلائق ہیں۔ لوگ ان کی ارواح سے کسبِ فیض کرتے ہیں۔ یہ خدا دوست بزرگ جب تک زندہ رہے۔ لوگوں کو فیض و برکت کے چشموں سے سیراب کرتے رہے دنیا کو حسنِ اخلاق اور فیضانِ نظر کے ذریعے دین حق کے قریب لاتے رہے۔ عالم میں انسانیت کی اعلیٰ قدروں کی ترویج کرتے رہے۔ لوگوں کو اپنے معبودِ حقیقی کے در پر جھکاتے رہے اور اشاعت اسلام اور قرآن کریم و سنتِ نبوی کی تبلیغ کی روشنی سے عالم کو بقعۂ نور بناتے رہے اور مرنے کے بعد بھی ان کے فیض کے چشمے جاری و ساری ہیں۔

یہ بزرگ بوریہ نشین ہوتے ہوئے بھی بڑے بڑے باجبروت اور قہرمان سلاطین کی توجہ کا مرکز رہے۔ انہوں نے کفرستانِ ضلالت و گمراہی کو قندیلِ ایمان سے جگمگا دیا۔ انہوں نے بڑے بڑے سرکش بادشاہوں کے دلوں کو رعیت کے لئے نرم کر دیا اور خدا سے لو لگا کر ان کو دنیا کی بے ثباتی کا یقین دلایا اور علائق دنیا سے متنفر کر دیا ان نفوس قدسیہ نے قریے قریے، قصبے قصبے میں پھر کر پیغامِ خداوندی کی تبلیغ کی اور اسلام کی حقانیت کو اپنی گفتار و کردار سے انسانوں کے دلوں میں راسخ کر دیا۔ ان ملکوتی صفت انسانوں نے یقین اور ایمان کی دولت کے سہارے برائیوں سے دنیا کو نجات دلائی۔

آج جس خطۂ پاک مملکتِ خداداد میں ہم بس رہے ہیں۔ کفرستانِ ہند کو اسلام کی تجربہ گاہ کے طور پر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں تبدیل کرنے میں انہی خدا دوست بزرگوں اور درویشوں کی مساعیٔ مشکور کا ہاتھ ہے۔ خدا کے ان دوستوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے کام لے کر اس خطے کو نورِ خداوندی سے مستنیر کیا۔ انہوں نے لوگوں کی زندگیاں بدل کر رکھ دیں اور گم کردہ راہوں کو دینِ مصطفوی کی راہ کا رہرو بنا دیا۔ محبت ان بزرگوں کا مسلک اور استقامت ان کا سہارا رہی۔ حضرت امیر ملت سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ العزیز کا شمار ایسی ہی برگزیدہ ہستیوں میں ہوتا

ہے۔ جہاں طالبانِ حق معرفت و روحانیت، ارشاد و ایمان اور حکمت و ہدایت کے گوہر تاباں حضرت محدث علی پوریؒ کے آستانِ فیض نشان سے حاصل کرتے ہیں، وہاں آپ نے اپنے نام لیواؤں یا تولائیوں اور پیروؤں کو اس بات کی تعلیم بھی دی ہے کہ وہ صرف نیکی کی تبلیغ کو شعار نہ بنائیں، صرف دین سے محبت ہی کے پیغام کو عام نہ کریں بلکہ وقت کی سیاست سے بھی منسلک رہیں اور اس طرح مسلمانوں کی سیاسی سطح پر صحیح اور عملی رہنمائی سے غفلت کے مرتکب نہ ہوں۔ اس شعبہ میں بھی اسلام کی برکات و فیوض سے متمتع کرنے کے لئے کوشاں رہیں اور حق پرستی اور حق گوئی کو حرز جاں بنائیں۔

ہماری قومی بدقسمتی ہے کہ ہم نے اپنے قومی اور ملی محسنوں سے بڑی حد تک صرفِ نظر کیا، ملت کے لئے قربانیاں دینے والوں کو ان کی خدمات کے شایانِ شان خراج تحسین وارادت تک پیش کرنے میں بخل سے کام لیتے رہے ہیں۔ ہم نے تحریکِ آزادی کی جزئیات پر مشتمل سیکڑوں صفحات کی کتابیں دیکھی ہیں۔ اور اس موضوع پر ہمسایہ ملک بھارت کا کام بھی میری نگاہ میں ہے۔ دوسروں نے قومی رہنماؤں کو خراجِ عقیدت پیش کرنے میں کھلے دل سے کام لیا ہے۔ مگر ہم نے اوّل تو ایسے موضوعات پر دوسروں کے مقابلے میں کم سے کم کام کیا ہے۔ دوسرے اس میں بھی اپنے گروہی، ذاتی اور محدود مفادات کو پیش نظر رکھا ہے۔ تحریک آزادی کے ہزاروں صفحات میں سے چند صفحات بھی تحریک کے مشہور اور نامور رہنما مولانا فضل حق خیرآبادی اور ان کے ہم مسلک علماء کے لئے مختص نہیں کئے جاتے۔

اور یہ سب سے بڑی ملی بدقسمتی ہے کہ ان حضرات علمائے حق کے نام لیواؤں نے تو ایس موضوع پر کام کرنے ہی کو تضیع اوقات قرار دے رکھا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ تحریکِ آزادی کے بیشتر گوشے زیر نقاب ہیں۔ بہت سے رہنماؤں کے کارنامے قوم کے سامنے نہیں لائے جا سکے اور عملاً ہم میں آزادی حاصل کرنے اور اسے قائم رکھنے کا جذبہ نہ ہونے کے برابر رہ گیا ہے۔

تحریک پاکستان میں بھی جن حضرات نے قربانیاں دیں رائے عامہ کو ایک علیحدہ مملکت کے حصول کے لئے ہموار اور آمادہ کیا۔ ان میں سے بعض کے حالات زندگی پر پردہ پڑا ہے۔ بعض کی اس تحریک میں تگ و دو کو خود غرضیوں نے ڈھانک رکھا ہے۔ اور خصوصاً اہلسنت کے زعما کا ذکر کرنے میں انتہائی تعصب سے کام لیا جاتا ہے۔ ادھر ہم سینوں کو اس کی توفیق کم سے کم ہوتی ہے کہ ہم اپنے رہنماؤں کی قابل تقلید زندگیوں کے خاص پہلوؤں کو تحریری شکل میں قوم کے سامنے پیش کریں۔ تحریک خلافت، تحریک آزادیٔ کشمیر اور تحریک پاکستان کے لئے ہر قربانی کرنے والے اور ہر مرحلے پر اسلامیانِ ہند کی قیادت کرتے رہنے والے محدث

علی پوری قدس سرہ کا ذکر سیاسی سطح پر کون کرتا ہے حضرت کے مریدوں کو بھی آپ کی کرامات ہی کا ذکر سنایا جاتا ہے۔ علمی، ملی اور ملکی قیادت کا نہیں۔

میرے نظریے کے مطابق اولیائے کرام قوم کی رہنمائی، اسلام کی تبلیغ، سچائی کی اشاعت، حق گوئی کی تربیت اور اچھائی کے فروغ کے لئے آتے ہیں اور ساری زندگی انہی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی نذر کر دیتے ہیں۔ اسی طرح اپنے آقا و مولا حضور خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تتبع میں اپنی حیات بتا دیتے ہیں۔ ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں ان سے کرامات بھی ظہور میں آتی ہیں مگر ایسے بزرگوں کے عرسوں میں اور ان کے اذکار میں صرف کرامات ہی کا ذکر نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ انہوں نے زندگی کے مختلف دوائر میں جو کارہائے نمایاں کئے، ان کے تذکرے سے ان کے نقشِ قدم پر چلنے اور چلانے کی بات ہونی چاہیے۔

حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان کے حصول کے لئے جو کچھ کیا، اس کے تتبع میں آپ کے نام لیواؤں نے پاکستان کو مضبوط بنانے، اس میں قرآن وسنت کا نظام نافذ کرنے، جابر سلطانوں کے ساتھ حق گوئی کی روایت کو زندہ رکھنے اور سیاست، معیشت، معاشرت، اخلاق اور دیگر شعبوں کو حضرت رح کے ارشادات اور عمل کے مطابق کرنے کے لئے کیا کچھ کیا ہے؟ حضرت علی پوری رح نے مرزا غلام احمد قادیانی کے رد کے لئے مناظروں اور مباہلوں تک کا اہتمام فرمایا، ہم میں سے کتنے ہیں، جنہوں نے مرزائیوں کو گزشتہ الیکشن میں ووٹ نہ دینے کی مہم چلائی تھی، مرزائیوں سے مناظرے کئے یا پاکستان میں ان کے اثر ورسوخ کو ختم کرنے یا کم کرنے کے سلسلے میں کوئی خدمت کی۔ حضرت رح نے ۱۹۲۹ء میں شاردا بل کے نافذ ہونے پر بھی اور دیگر کئی معاملات میں بھی حکومت کی کھل کر مخالفت کی، نظام دکن کو خلافِ اسلام حرکت پر تنبیہ کی، لیکن ہم میں اتنا کس بل ہے۔ کہ کسی کو ٹوکنے روکنے یا تنبیہ کرنے کی جرأت رکھتے ہوں اور حق گوئی کی اس روایت کی پاسداری کر سکیں جو حضرت امیر ملت نے قائم کی تھی۔

امام العارفین امیر ملت نور اللہ مرقدہٗ وہ ولی تھے، جن کا اخلاق بنی نوع انسان کے لئے عموماً اور مسلمانوں کے لئے خصوصاً اخلاق نبوی ﷺ کے تتبع کی بہترین مثال بنا رہے گا، جن کی قیادت، نورِ بصیرت اور علم وعمل ہم سب کے لئے مشعل راہ ہے۔ جن کی کرامات کے ذکر کی بجائے ان کے عمل کے تذکرے سے ہم راہ عمل تلاش کر سکتے ہیں، جن کی دنیا سے بے رغبتی اور علائق دنیا سے دوری طالبان حق کے لئے تابندہ ودرخشندہ رہے گی۔ کہ اخلاص کی دولت سے بہرہ یاب ہونے والے ایسے کارنامے سرانجام دے جاتے ہیں جو قوموں کی تاریخ میں اگر کبھی وہ لکھے جائیں۔ سنہری حروف میں لکھے جاتے ہیں اور زندہ قومیں جن کی تقلید ہی میں زندگی پاتی ہیں۔

مولٰنا غلام جیلانی
کلیم حیدر آبادی

حضرت امیرِ ملّت
کے کارناموں کا ایک مختصر خاکہ

امسال ، مورخہ ۱۹/۲ اپریل بروز ہفتہ انوار حسبِ سابق نہایت شاندار طریق سے یوم امیرِ ملت منایا گیا۔ تھا حضرت مولٰنا الحاج معین الملت علی پوری نے صدارت کی ملک کے اکناف و اطراف سے بہت سے علما اور مقررین اور خوش الحان نعت خواں اور روشن خیال شعراء نے بڑی عقیدت سے شرکت کی۔ جناب مولٰنا الحاج غلام جیلانی کلیم حیدر آبادی نے مندرجہ ذیل مضمون پڑھکر سنایا۔ حاضرین بہت محفوظ ہوئے ہم نے ان سے اسٹیج پر ہی مضمون حضرت معین الملت کی اجازت سے رسالہ میں شائع کرنیکے لئے لیا تھا۔ اس اشاعت میں اس امانت کو ادا کرتے ہوئے اسکو شائع کرنے کا فخر حاصل کر رہے ہیں۔

حضرات! "یوم شاہ جماعت" میں آپ کا ذوق و شوق سے جمع ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ سب کو حضور قبلہ عالم قدس سرہ العزیز سے محبت اور عقیدت ہے اور یہ امر آپ کے لئے باعثِ سعادت دارین ہے۔ اور اس جلسہ کا انعقاد منتظمین اور کارپردازوں کے لئے بھی نویدِ خیر و برکت ہے اسی طرح آپ حضور قبلہ عالمؒ کی سیرتِ طیبہ سے مستفیض ہونے کے علاوہ اللہ کی رحمت کے مستحق بھی ہوں گے۔ کیونکہ مقبولان بارگاہِ الٰہی کے ذکر کے وقت اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اس لئے چاہیے کہ جلسہ کی تمام کاروائی باادب ہو کر یکگوش ہوش سماعت فرمائیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ غفلت کی وجہ سے اجر و ثواب سے محروم ہو جائیں۔

حضرات! حضور قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی ذات والاصفات دنیائے بے ثبات میں صدہا خوشرنگ و معطر گلہائے بہار آفریں کا ایک دلکش جاذب نظر اور روح پرور گلدستہ تھی۔ جیسے دستِ قدرت نے نگارستانِ اسلام کی زینت افزائی کے لئے بنایا تھا۔ جس کی شمیم نے عرب و عجم کے بسنے والوں کی جانفزائی کی۔ آپ نے تقریباً ایک صدی احیائے دین و خدمتِ اسلام کا مہتم بالشان فریضہ انجام دیا۔ بھولے ہوؤں کو حق کا راستہ دکھایا سفر میں حضر میں علالت میں صحت میں خلوت

میں جلوت میں آپ نے اپنا عمل جاری رکھا اور زندگی کے ہر مشکل میدان میں مسلمانوں کی رہنمائی اور پشت پناہی فرمائی - آپ کی مساعی برصغیر پاک و ہند ہی میں نہیں برما، آسام، بہار، بنگال، تبت، افغانستان، ترکی و حجاز تک مسلسل جاری رہیں - آپ نے اپنی طویل حیاتِ مستعار کی تمام ساعتیں اطاعتِ الٰہی و اتباعِ سنّت نبوی میں بسر فرمائیں - اور اعلائے کلمۃ الحق میں جان و مال کی کبھی پروا نہ فرمائی -

شاہان دول ہوں یا گدائے بوریا نشیں، کبھی حق کے اظہار میں مصلحت اندیشی سے کام نہ لیا - معاملات خواہ دنیاوی ہوں یا دینی معیار حق و صداقت ہر حال میں برقرار رکھا اور اپنے عمل سے صفحہ ہستی پر ایسے روشن اور تابندہ نقوش مرتسم فرمائے - جو رہتی دنیا تک درخشاں رہیں گے اور آنے والی نسلوں کی رہنمائی کرتے رہیں گے - انشاء اللہ تعالےٰ -

تبلیغ دین جیسا اہم فریضہ آپ نے جس محنت و جانفشانی سے انجام دیا اس کی نظیر نہیں ملتی - اس برصغیر میں خاص طور پر بیسویں صدی کے فتنہ ہائے کفر و الحاد جو ملتِ اسلامیہ کا صفایا کرنے کی غرض سے ہندو نے انگریز کی سازش سے برپا کئے تھے - آپ نے کتنی بے جگری سے ان کا مقابلہ کیا - آپ ہی کا وجود تھا جس کی بدولت ان فتنوں کی بیخ کنی ہوئی - مثال کے طور پر قادیان سے اٹھنے والا فتنہ ہی کیا مسلمانوں کو گمراہ اور دین سے برگشتہ کرنے کے لئے کافی نہ تھا - آپ نے اس فتنہ اور فتنہ گر کا ہر جگہ مقابلہ کیا تا آنکہ فتنہ گر مرزا غلام احمد قادیانی آپ ہی کی پیشگوئی کے مطابق ۲۴ گھنٹوں کے اندر شرمناک موت مرا -

اس کے علاوہ شدھی، سنگھٹن کا فتنہ بھی آپ کو یاد ہوگا - اس موقع پر آپ نے کتنی جدوجہد فرمائی - صدہا وفود میدانِ ارتداد میں انسداد کی غرض سے روانہ کئے - موقع پر خود بھی تشریف لے گئے - اور مواعظ حسنہ سنا کر برگشتگان کو دوبارہ داخل اسلام فرمایا - پھر آپ کو یہ بھی یاد ہوگا - کہ ہندوؤں نے انگریز کی مدد سے شاردا ایکٹ پارلیمنٹ سے منظور کرایا جو براہ راست مداخلت فی الدین تھا - اگر آپ نے اس قانون کے خلاف علم بغاوت بلند نہ کیا ہوتا اور سینکڑوں نابالغین کا خطبہ نکاح نہ پڑھا ہوتا تو نابالغ اطفال کے نکاح کا جائز حق مسلمانوں سے چھن جاتا - پھر تحریک خلافت کے زمانے میں انگریزوں کو مسلمانوں سے بدظن کرنے کی ہندو نے ایک اور چال چلی - کانگریس کے نمک خوار علما سے ترک وطن کے فتوے جاری کرائے تو آپ نے علی الاعلان مسلمانوں کو ترکِ وطن سے منع فرمایا - جنہوں نے آپ کے اعلان کا خیر مقدم کیا اور ہدایت قبول کی - وہ اور ان کا مال محفوظ رہا - اور جو نادانی سے ترک وطن کرکے کابل چلے گئے - انہیں حکومتِ افغانستان نے

بزور واپس جانے پر مجبور کر دیا وہ تباہ حال ہوتے بہت سے مرکھپ گئے

اب سیاست میں آپ کی وسیع النظری اور مسلمانوں کی حمایت کا اندازہ کیجئے۔

۱۹۱۴ء میں انگریز نے خلافت اسلامیہ کا خاتمہ کرنے کی ٹھان لی اور ترکی پر حملہ کر دیا۔ آپ نے خلافتِ اسلامیہ کے تحفظ اور ترک بھائیوں کی امداد کے لئے تحریک خلافت میں عملی حصہ لیا اور ملک کے طول وعرض میں کئی دورے فرمائے۔ مسلمانوں کو تحریک خلافت میں شامل کر کے امداد پر آمادہ کیا۔ خود بھی بیش بہا مالی امداد فرمائی اور لاکھوں روپے کی امداد مسلمانوں سے کرائی۔ اخوت اسلامی اور مسلمانوں کی بہی خواہی ہر آن آپ کے پیشِ نظر رہتی تھی۔ چنانچہ تحریکِ پاکستان کی ابتدا ہی سے آپ نے اس کی حمایت اور قائد اعظم کی اعانت فرمائی اور برصغیر کے مسلمانوں کو بحیثیت امیر ملت اپنے اعلان کے ذریعے مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع کیا۔ اس غرض کے لئے آپ نے اپنی کبرسنی وضعف و ناتوانی کا خیال کئے بغیر ملک کے طول وعرض میں سفر کی زحمت گوارا فرمائی۔ اور اپنے لواحقین و خلفاء کو تحریک کے مقاصد کی تبلیغ کی اور اس کی افادیت کی تفہیم کے لئے گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ روانہ فرمایا جس کی بدولت سرحد میں سرخپوشوں اور پنجاب میں یونینسٹوں کے علاوہ کانگریس کو بھی شکست فاش ہوئی۔ آپ ہی کی مساعی جمیلہ سے سرحد و پنجاب و ہند کے علمائے کرام اور مشائخ عظام تحریک پاکستان سے منسلک ہوئے۔ آپ ہی کی مبارک کوششوں سے پاکستان معرض وجود میں آیا گو ناعاقبت اندیش حکمرانوں کی وجہ سے اس کو نقصان پہنچا ہے۔ مگر انشاءاللہ اس کی حدیں وسیع سے وسیع تر ہوں گی۔ یاد رکھئے پاکستان قائم رہنے کے لئے بنا ہے۔ اس کے اعلا کی کوششیں سرسبز ہوں گی۔ بشرطیکہ آپ اپنے اندر جذبہ اتحاد و محبت، رواداری و خلوص پیدا کریں۔ اور سلف صالحین بالخصوص حضور قبلہ عالم رضؓ کے اسوہ حسنہ پر پامردی سے گامزن رہیں۔ اور اتباعِ شریعت و سحر خیزی کو متاعِ عزیز جانیں۔

دآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بقیہ :- نور المشائخ حضرت جماعت علی شاہ

کے ہاں ہوا کرتا تھا۔ یہاں آپ کے سینکڑوں مرید تھے۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ کے آفتاب عالمتاب تھے۔ اور نیاز مند پر بے حد کرم فرمائی فرمایا کرتے تھے۔ خدا تعالےٰ حضور کو اپنے جوار رحمت میں بلند و ارفع مقام عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

"محدث علی پوری نمبر"

اہل علم کی نظر میں

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ "انوار الصوفیہ" کے "محدث علی پوری نمبر" کو تمام حلقوں میں مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ اہل علم حضرات نے اس عظیم الشان نمبر کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا ہے۔ چند ایک حضرات کی قیمتی آراء پیش خدمت ہیں۔

ادیب الملک جناب حکیم محمد موسےٰ امرتسری صاحب مدظلہ ۵۵۔ ریلوے روڈ لاہور

"انوار الصوفیہ قصور کا محدث علی پوری نمبر باصرہ نواز ہوا۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب مدظلہ نے یہ نمبر بڑی محنت سے مرتب کیا ہے۔ جزاہ اللہ تعالےٰ احسن الجزاء۔

اس خصوصی نمبر کے مضامین نہایت جاندار اور محققانہ ہیں۔ جن کے مطالعہ سے حضرت امیر ملت محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کی صحیح تصویر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ مدیر محترم اس پیش کش پر قوم وملت کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ سلسلہ جماعتیہ کے حضرات کو ان کے اس کارنامے کی قدر کرنی چاہیئے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب پرنسپل گورنمنٹ کالج ٹھٹھی ضلع تھرپارکر (سندھ)

"محدث علی پوری نمبر" موصول ہوا۔ عنایت کا ممنون ہوں۔ اس سے حضرت محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کی حیات مبارکہ کے بہت سے گوشے سامنے آگئے ہیں جو روح پرور بھی ہیں اور ایمان افروز بھی خدا کرے یہ نمبر قارئین کے قلب ونظر کو جلا بخشے۔ آمین

مولانا محمد جعفر شاہ صاحب پھلواری لاہور

انوار الصوفیہ کا محدث علی پوری نمبر ملا۔ پڑھ کر خوشی ہوئی۔ جتنا مواد اس میں یکجا کیا گیا ہے وہ بہت غنیمت ہے۔ اس پیشکش پر کارکنانِ انوار الصوفیہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

پروفیسر فیاض احمد کاوشؔ صدر شعبہ اردو گورنمنٹ شاہ عبداللطیف کالج میرپورخاص (سندھ)

"محدث علی پوری نمبر" موصول ہوا ۔ سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا ۔ پڑھا اور بیساختہ داد و تحسین کے کلمات منہ سے نکلے ۔ اللہ تعالےٰ آپکو ایسے مزید نمبر نکالنے کی توفیق بخشے ۔ آمین

جناب گل محمد فیضی بی اے

محدث علی پوری نمبر ملا ۔ پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب ، مولانا محمد جعفر شاہ صاحب ، مولانا محمد دین کلیم اور محمد صادق قصوری کے مضامین بہت پسند آئے ۔ پروفیسر محمد طاہر فاروقی اور مرزا ذوالفقار علی بیگ جماعتی کے قصیدے بھی خاصے وزنی تھے ۔ اگر آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں بھی "مجدد نمبر" نکالیں تو احسان عظیم ہو گا ۔

جناب مولانا صوفی رضاء المصطفیٰ چشتی نظامی کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ

آپ کا خصوصی نمبر ملا ۔ حیاتِ امیر ملت پر مشتمل یہ نمبر واقعی قابل داد ہے ۔ اگر سفید کاغذ پر آفسٹ طباعت ہوتی تو سونے پر سہاگہ ہوتا ۔ بہر حال آپکی ہمت و کاوش قابلِ داد ہے ۔ قصوری صاحب کو بھی مبارک باد پہنچا دیجئے ۔

جناب عارف نوشاہی مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ۔ راولپنڈی

ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور کا "محدث علی پوری نمبر" بڑے انتظار کے بعد ملا ۔ ایک دو صفحات دیکھتے ہی فوراً منہ سے نکلا ۔ ؏

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

عم محترم جناب شرافت نوشاہی و دیگر حضرات کے مضامین قابلِ قدر ہیں ۔ اللہ تعالےٰ آپکو جزائے خیر دے ۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم

جناب پروفیسر محمد ایوب قادری ۔ کراچی

محدث علی پوری نمبر باصرہ نواز ہوا ۔ مضامین کی ندرت و تنوع متاثر کئے بغیر نہ رہ سکی ۔

حیات امیر ملت کے کئی نئے گوشے سامنے آئے جو نئی نسل کے لئے مشعل راہ ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپکی اس کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین

جناب عابد نظامی مدیر ماہنامہ "ضیائے حرم" لاہور

محدث علی پوری نمبر میں بہت سی چیزیں یکجا ہو گئی ہیں۔ جو حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی حیات طیبہ میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مہنگائی کے اس دور میں ایسے نمبر نکالنا جوئے شیر لانا نہیں تو اور کیا ہے۔

ہفت روزہ قلندر لاہور

دور جدید میں جبکہ ہر طرف عریانی و فحاشی نے اپنا جال پھیلا رکھا ہے۔ یعنی اکثر جرائد اخلاق سوز مواد سے عوام کو دین سے بیگانہ بلکہ متنفر کر رہے ہیں اور سنجیدہ، متین اور مذہبی کتب و رسائل کی اس کساد بازاری میں کسی دینی یا تبلیغی پرچہ کا باقاعدگی اور پوری شان و شوکت سے جاری رہنا کرامت سے کم نہیں ہے۔ ماہنامہ انوار الصوفیہ ایک خوش نصیب اور مقبول عام مجلہ ہے۔ حال میں اس کے فاضل مدیر نے محدث علی پوری نمبر شائع کیا ہے جو نہ صرف ظاہری حسن و جمال سے مزین ہے بلکہ باطنی طور پر اسلامی معلومات، افکار انگیز اور ایمان افروز مضامین کا مرقع ہے۔

حصہ نظم کو حمد و نعت اور مناقب سے مزین کیا گیا ہے۔ منثور حصہ میں جن بزرگ ہستیوں نے خامہ فرسائی کی ہے ان میں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود پی ایچ ڈی، پرنسپل۔ پروفیسر عابد حسن فریدی حضرت شریف احمد صاحب، شرافت نوشاہی سجادہ نشین گجرات۔ پروفیسر شاہ فرید الحق ایم اے ایل ایل بی۔ مرزا ذوالفقار علی بیگ نقشبندی حیدر آباد (دکن) بھارت۔ حضرت مولانا محمد جعفر شاہ پھلواری۔ جناب محمد حفیظ الدین صاحب خلیفہ مجاز حضرت محدث علی پوری۔ مولانا عبدالستار خاں نیازی حضرت الحاج میاں محمد جمیل احمد صاحب نقشبندی سجادہ نشین شرق پور شریف کے اسمائے گرامی شامل ہیں

سرورق رنگین پاکیزہ اور دیدہ زیب ہے۔ کتابت و طباعت معیاری اور جاذب نظر ہے مولانا غلام رسول گوہر ایسے خوبصورت مجلہ کے اجراء پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو دین کی خدمت کے لئے مزید استقامت نصیب کرے۔

پندرہ روزہ سواد اعظم لاہور

یہ رسالہ تصوف کی جان ہے۔ جسکی بنیاد حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے ڈالی تھی۔ دو ماہ کا مشترکہ شمارہ محدث علی پوری نمبر کے عنوان سے منظر عام پر آچکا ہے۔ یہ ضخیم نمبر خصوصی اہمیت کا حامل ہے جسمیں حضرت محدث علی پوری کی حیات پر پاکستان کے ممتاز علماء و مشائخ و ادبا نے سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔ صوری و معنوی لحاظ سے بھی بہت خوبصورت ہے۔ صفحات معمول سے تین گنا زائد ہیں۔ ادارہ سواد اعظم حضرت مولانا گوہر صاحب کو اس عظیم نمبر کے شائع کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہے۔

مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان

جناب گوہر صاحب زاد لطفکم، سلام مسنون حضرت پیر سید جماعت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بابرکت ذات پر صاحب قلم افراد کی قلم آرائی نور علی نور ہے۔ پھر آپکی مساعی جمیلہ کی بھی داد دینی پڑتی ہے کہ نہایت کاوش کے ساتھ مضامین مرتب کر کے عوام الناس تک پہنچائے ہیں۔ مبارکباد قبول فرمائیے۔

محمود خالد تنگ لائلپور

مولانا غلام رسول گوہر صاحب السلام علیکم!

آپ کے محدث علی پوری نمبر شائع کرنے پر ہمکو دلی خوشی ہوئی ہے۔ کیونکہ ہم نے قبلۂ عالم حضرت امیر ملت محدث علی پوری کو دیکھا نہیں ہے۔ مگر جو سچے عاشق ہوتے ہیں وہ اپنے پیر کی سیرت کو پڑھ کر ہی اپنا جذبۂ عشق پورا کر لیتے ہیں۔ خدا تعالےٰ آپکو اس سے بھی زیادہ دین اور طریقت کی خدمت کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

میرے ہم جماعت کالج کے لڑکے محدث علی پوری نمبر سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔

محمد خالد تنگ
گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج
سمن آباد۔ لائل پور

بقیہ حیات النبی کا مسئلہ

مدارج النبوت صفحہ ۱۲۱ جلد ۱ میں رقمطراز ہیں۔

ونیز آمدہ است کہ خدائے تعالےٰ حرام
گردانیدہ است اجساد انبیاء بر ارض
پس آنحضرت علیہ السلام زندہ است
بحیثیت جسمانی دنیاوی ہے کہ حیات
داشت و ایں اکمل است از حیات
شہدا کہ روحانی اخروی است۔

اور یہ بھی آیا کہ خدا تعالےٰ نے انبیاء کے جسموں کو زمین پر حرام کیا ہے پس آنحضرت ؐ زندہ ہیں جسمانی دنیاوی زندگی کے ساتھ اس بدن میں کہ زندگی میں رکھتے تھے۔

انوار المصطفیٰ صفحہ ۱۵۱

بقیہ۔ فنا فی اللہ کی علامات کیا ہیں

ایک طبقہ اسے حضور حق کے حوالے سے بیان کرتا اور ایک غیبت یعنی شش جہات سے غائب ہونے کی حالت قرار دیتا ہے۔ اس حالت کے بارے میں جبکہ ایک عارف غائب ہوتا ہے صوفیائے کرام کی قطعی آراء تو ملتی ہیں لیکن بہت کم صوفیا نے اسے تخلیقی تجربے کے طور پر بیان کیا ہے۔ عام طور پر یہ بحث ان الفاظ پر ختم ہو جاتی ہے کہ حاضر اور غیر حاضر کی حالت کو پیرایہ اظہار بخشنا ایک مشکل امر ہے۔ کیونکہ یہ سراسر ارزدے خیال کا ایک ایسا ماجرا ہے جو ذات خداوندی کی محبت کے ایک متحرک عکس کے سوا کچھ بھی نہیں۔

حضرت جنید بغدادیؒ کی نظموں اور رسائل میں کہیں کہیں لیکن بھرپور انداز میں حاضر اور غیر حاضر کی حالت کے بارے میں ایسے اشارے ملتے ہیں جن سے یہ احساس ہوتا ہے کہ نور خداوندی کی آب و تاب کا تجربہ اس حالت پر حاوی ہوتا ہے جو زندگی آموز ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے اندر ایک عاشق کی اذیت اور دکھ کے معنی بھی لئے ہوئے ہے۔

بقیہ قرآن انمول ہیرا ہے

صداقت کو بیان فرمایا ہے۔ اگر آپ کا یہ مکمل وعظ جو سیرت امیر ملت میں لکھا ہے پڑھا جائے تو پڑھنے والے کو بہت فائدہ ہو اور اس کا قلب تابندہ اور ایمان رخشندہ ہو جائے۔ انشاء اللہ العزیز ہم آئندہ ہر ماہ رسالہ میں سیرت امیر ملت سے نقل کرکے تھوڑا بہت لکھتے رہا کریں گے تاکہ قارئین رسالہ حضرت امیر ملت کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے رہیں۔ سیرت امیر ملت مکتبہ انوار الصوفیہ قصور سے مل سکتی ہے۔

۲ تیز تلوار سے قرآن پاک پڑھ کر طحال کاٹنے کا عمل اور مارگزیدہ اور سگ گزیدہ کا عمل اب بھی آپ کے خاندان میں ہے۔ اور

آپ کے خلفاء کو بھی ان عملوں کی اجازت ہے حاجت مند اور مریض علی پور شریف آتے ہیں اور صحت یاب ہو کر جاتے ہیں۔ گوہر

بقیہ مرد ہیر ڈریسروں کا خواتین کے بال سنوارنا

مستند طور پر یہ معلوم ہو گا کہ جو کام وہ انجام دیتے ہیں وہ شرعاً ناجائز ہے تو وہ خود رضا کارانہ طور پر آئندہ کے لئے اس کام سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے توبہ اور گریز اختیار کر لیں گے۔ انکی روزی کے لئے بھی کوئی مسئلہ کھڑا نہیں ہو گا کیونکہ انکی لیڈیز ہیر ڈریسنگ سیلونوں کے ساتھ مردوں کے کام کے شعبے بھی چل رہے ہیں۔ جس سے انہیں معقول آمدنی ہو جاتی ہے۔ پھر یہ تمام ہیر ڈریسر مرد گاہکوں کا کام کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ جہاں تک ان فنکاروں کی خواتین کے بال سنوارنے کی کام میں مہارت اور تجربہ کا تعلق ہے تو آجکل کے عورتوں جیسے لمبے بال رکھنے والے شوقین مزاج ہپی نوجوان ان مرد ہیر ڈریسروں کو کسی بھی قسم کے نقصان و تفکرات سے واسطہ نہیں ہونے دیں گے بلکہ گنتی چنی خواتین کے مقابلہ میں ان کے پاس بہت زیادہ تعداد میں مرد گاہک آئیں گے اور اسی کام کی عورتوں سے زیادہ اجرت دیں گے۔

حکیم محمود احمد صاحب برکاتی

آپ کا گرامی نامہ اور مجلہ انوار الصوفیہ کا "محدث علی پوری نمبر" موصول ہوا ملا تھا بر وقت جواب عرض نہ کر سکا، معذرت خواہ ہوں۔

حضرت علی پوری رحمۃ اللہ علیہ پر یہ شمارہ شائع فرما کر آپ نے بڑی وقیع خدمت انجام دی ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضرت کے دوسرے بے شمار محاسن و کمالات کے علاوہ میرے لئے وجہ قربت و انسیت یہ بات بھی ہے کہ حضرت اپنے علمی سلسلۂ سند کے لحاظ سے فاضل خیرآبادی کے خاندان سے تھے۔ آپ میں فاضل خیرآبادی کے علمی و عملی جواہرات کی جھلک نمایاں تھی۔ فاضل خیرآبادی کے تلامذہ میں ان کے فیض صحبت سے جو فکری و نظری نکھار آجاتا ہے وہ دوسروں میں کم دیکھا گیا ہے آپ کی سیرت میں محدث علی پوری نمبر میں اہل قلم حضرات نے جو لکھا ہے وہ حقیقت اور عین صواب ہے حضرت مولانا گوہر صاحب نے اس سلسلہ میں جو محنت کی ہے وہ بھی قابلِ تحسین ہے۔ حقیقت ہے کہ حضرت مولانا گوہر نے اپنے سلسلہ کے خد و خال اجاگر کرنے میں جو کردار ادا کیا ہے وہ قابلِ قدر ہے۔

نور المشائخ حضرت سید جماعت علی شاہ علی پوری قدس سرہ

میرے مخدوم و محترم سید غلام مصطفٰے خالد گیلانی صاحب تحریک پاکستان کے نامور سپاہی ہیں۔ آپ نے میرے قبلہ و کعبہ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے ساتھ، تحریک خلافت، تحریک شہید گنج، تحریک نیلی پوش اور تحریک پاکستان میں زبردست کام کیا ہے۔ میری درخواست کو شرفِ قبولیت فرماتے ہوئے انہوں نے حضرت مرشدی امیر ملت قدس سرہ پر یہ ایمان افروز مضمون ارسال کیا ہے۔ اُمید ہے قارئین کرام پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ آمین۔
(محمد صادق قصوری)

حضرت قبلۂ عالم نورالمشائخ سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ کی ذات والا صفات سے مجھے بچپن ہی سے غیر فانی عقیدت تھی۔ اس عقیدت و نیازمندی میں حضرت قبلۂ عالم کی وفات حسرت آیات کے باوجود رائی بھر فرق نہیں آیا نہ تا زندگی آسکتا ہے۔

امر واقع یہ ہے کہ میرا اصل وطن موضع دولوکے تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ ہے اور میرے نانکے موضع شہزادہ تھے۔ یہ قصبہ تاریخی اعتبار سے بڑا معروف ہے۔ چونڈہ جہاں بھارت پاکستان کی سب سے بڑی جنگ ۱۹۶۵ء میں لڑی گئی۔ اس کے دومیل بجانب مشرق واقع ہے۔ میں نے ننھیال میں پرورش پائی۔ اور پرائمری کے بعد قلعہ سوبھا سنگھ کے گورنمنٹ سکول میں داخلہ لے لیا۔ قلعہ سوبھا سنگھ اسٹیشن ہے۔ اُس سے اگلا اسٹیشن نارووال ریلوے لائن پر علی پور شریف ہے۔ نیازمند کا علی پور شریف میں بہت آنا جانا تھا۔ خاص طور پر عرس کے دنوں میں تو علی پور شریف اعلیٰ حضرت کے لاکھوں مریدوں کا شہر نظر آتا ہے۔ قبلۂ عالم اپنے علم و فضل اور روحانی طور پر کشف و کرامات کے لئے غیر معمولی شہرت رکھتے تھے۔

دین الٰہی کی تبلیغ و نشر و اشاعت قبلۂ عالم کی زندگی کا محبوب مشغلہ تھا۔ آپ نے اپنی فقیرانہ زندگی میں شہنشاہی کا روپ دھار رکھا تھا۔ آپ اعلائے کلمۃ الحق کی برہنہ تلوار مشہور تھے۔ آپ کی حق بیانی و سخاوت کا بڑا چرچا تھا۔ دہلی

اور مرزائی آپ کی تقریروں سے لرزہ براندام تھے آپ سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ توحید باری کے فضائل ومناقب بیان کرنا آپ کی زندگی کا واحد نصب العین تھا۔ آپ نے ان گنت حج کیے تھے آپ کی روحانی عظمت کا سکہ چار دانگ عالم میں مانا جاتا ہے۔ مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ کی سرزمین کا ذرہ ذرہ نور المشائخ کی عالمانہ فضیلت اور روحانی عظمت کا شاہد ہے۔ آپ کی سیاسی بصیرت کا لوہا ہر جگہ مانا جاتا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب انگریزی سامراج کی ٹکر ترکوں کے ساتھ تھی تو حضرت قبلہ عالم بھی انگریز کے خلاف اور تحریک خلافت کے سرگرم رہنما تھے۔

تحریک مسجد شہید گنج میں جب سول نافرمانی کا صبر آزما مرحلہ پیش آیا۔ تو مسجد انگورہ محلہ امام بارہ میں حضرت مولانا ظفر علی خان مرحوم وحضرت مولانا محمد اسحاق مانسہروی مرحوم کی قیادت میں یک صد سے زائد نمائندگان قوم کا اجتماع ہوا۔ تو اس کی صدارت کا فریضہ حضرت قبلہ عالم نے انجام دیا۔ اور انگریز ہندو سکھ تکڈم کے خلاف ایک ہنگامہ خیز تقریر کی سول نافرمانی شروع کرنے کی تحریک کی پرزور حمایت کی۔ جس پر قبلہ عالم کو امیر ملت اسلامیہ ہند منتخب کر لیا گیا۔ اور آپ کی باوقار قیادت میں حکمران انگریز سے ٹکر لینے کا باتفاق رائے فیصلہ کر لیا۔ تمام خفیہ پولیس کو اجلاس سے باہر نکال دیا گیا۔ اس مرحلہ پر ڈی۔ سی کا حکم آیا کہ ہمارا ڈی ایس پی بزور طاقت اجلاس میں شریک رہے گا۔ ورنہ ہم طاقت استعمال کریں گے۔ یہ مرحلہ امیر ملت بننے کے چند گھنٹے بعد پیش آگیا۔ اس آزمائش میں تمام ذمہ داری اعلیٰ حضرت پر ڈال دی گئی۔ اور اعلیٰ حضرت نے ایک عظیم مجاہد کی طرح اپنے نیلی پوش کفن بردوش رضاکاروں کو حکم دیا کہ اجلاس میں موجود ڈی۔ ایس۔ پی خفیہ پولیس کو مسجد انگورا کی حدود سے خارج کر دیا جائے۔ پھر دیکھا جائے گا کہ انگریز کیا کرتا ہے۔ الغرض تعمیل حکم کی گئی۔ اور ڈی۔ ایس۔ پی کو بزور طاقت نیلی پوشوں نے مسجد انگورا سے نکال باہر کیا۔ اس جرأت مندانہ اقدام سے اجلاس میں غیر معمولی جوش وخروش پیدا ہوگیا اور تمام لیڈروں نے امیر ملت کے حکم پر کٹ مرنے کی بیعت کی۔ جس کے بعد حکمران انگریز کے اوسان خطا ہو گئے۔ وہ پسپا ہو گیا۔ اس کے بعد سول نافرمانی کی تحریک پورے جوبن پر چلی اور نتیجہ خیز ثابت ہوئی۔ اس تاریخی واقعہ سے حضرت قبلہ عالم کی جرأت وبہادری آشکار ہوتی ہے۔ یہی طریقہ بزرگان دین کا رہا۔ انہوں نے ہمیشہ باطل کو شکست فاش دے کر حق کا بول بالا کر دیا۔

راولپنڈی میں حضرت کا قیام مستری محمد شفیع مرحوم اور مرزا قطب الدین مرحوم وکیل مری روڈ وحاجی محمد یٰسین صاحب اقبال روڈ

بقیہ صہ ۳۲ پر

اور مرزائی آپ کی تقریروں سے لرزہ براندام تھے آپ سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ توحید ایزدی کے فضائل و مناقب بیان کرنے آپ کی زندگی کا واحد نصب العین تھا۔ آپ نے ان گنت حج کیے تھے آپ کی روحانی عظمت کا سکہ چار دانگ عالم میں مانا جاتا ہے۔ مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کی سرزمین کا ذرہ ذرہ نور المشائخ کی عالمانہ فضیلت اور روحانی عظمت کا شاہد ہے۔ آپ کی سیاسی بصیرت کا لوہا ہر جگہ مانا جاتا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب انگریزی سامراج کی ٹکر ترکوں کے ساتھ تھی تو حضرت قبلۂ عالم بھی انگریز کے خلاف اور تحریک خلافت کے سرگرم رہنما تھے۔

تحریک مسجد شہید گنج میں جب سول نافرمانی کا صبر آزما مرحلہ پیش آیا۔ تو مسجد انگورہ محلہ امام بارہ میں حضرت مولانا ظفر علی خان مرحوم و حضرت مولانا محمد اسحاق مانسہروی مرحوم کی قیادت میں یک صد سے زائد نمائندگان قوم کا اجتماع ہوا۔ تو اس کی صدارت کا فریضہ حضرت قبلۂ عالم نے انجام دیا۔ اور انگریز ہندو سکھ تگڈم کے خلاف ایک ہنگامہ خیز تقریر کی۔ سول نافرمانی شروع کرنے کی تحریک کی پرزور حمائت کی۔ جس پر قبلۂ عالم کو امیر ملت اسلامیہ ہند منتخب کر لیا گیا۔ اور آپ کی باوقار قیادت میں حکمران انگریز سے ٹکر لینے کا باتفاق رائے فیصلہ کر لیا۔ تمام خفیہ پولیس کو اجلاس سے باہر نکال دیا گیا۔ اس مرحلہ پر ڈی۔سی کا حکم آیا کہ ہمارا ڈی ایس پی بزور طاقت اجلاس میں شریک رہے گا۔ ورنہ ہم طاقت استعمال کریں گے۔ یہ مرحلہ امیر ملت بننے کے چند گھنٹے بعد پیش آ گیا۔ اس آزمائش میں تمام ذمہ داری اعلیٰ حضرت پر ڈال دی گئی۔ اور اعلیٰ حضرت نے ایک عظیم مجاہد کی طرح اپنے نیلی پوش کفن بردوش رضاکاروں کو حکم دیا، کہ اجلاس میں موجود ڈی۔ایس۔پی خفیہ پولیس کو مسجد انگورا کی حدود سے خارج کر دیا جائے۔ پھر دیکھا جائے گا کہ انگریز کیا کرتا ہے، الغرض تعمیل حکم کی گئی۔ اور ڈی، ایس، پی کو بزور طاقت نیلی پوشوں نے مسجد انگورا سے نکال باہر کیا۔ اس جرأت مندانہ اقدام سے اجلاس میں غیر معمولی جوش و خروش پیدا ہو گیا اور تمام لیڈروں نے امیر ملت کے حکم پر کٹ مرنے کی بیعت کی۔ جس کے بعد حکمران انگریز کے اوسان خطا ہو گئے۔ وہ پسپا ہو گیا۔ اس کے بعد سول نافرمانی کی تحریک پورے جوبن پر چلی اور نتیجہ خیز ثابت ہوئی۔ اس تاریخی واقعہ سے حضرت قبلۂ عالم کی جرأت و بہادری آشکار ہوتی ہے۔ یہی طریقہ بزرگان دین کا رہا۔ انہوں نے ہمیشہ باطل کو شکست فاش دے کر حق کا بول بالا کر دیا۔

راولپنڈی میں حضرت کا قیام مستری محمد شفیع مرحوم اور مرزا قطب الدین مرحوم وکیل مری روڈ و حاجی محمد یٰسین صاحب اقبال روڈ

بقیہ صـ ۳۲ پر

اخبار آستانہ عالیہ علی پور شریف

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الحاج شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب بخیر و عافیت دربار شریف میں رونق افروز ہیں۔ حضرت مولانا الحاج جوہر الملت علامہ مصنف سیرت امیر ملت پیر سید اختر حسین شاہ و دیگر جملہ حضرات علی پور شریف ہیں۔ آستانہ عالیہ میں ہر طرح خیریت ہے۔ حالیہ سیلاب کے ناگوار اثرات سے بحمدہٖ تعالیٰ خطۂ پاک علی پور شریف مامون و محفوظ رہا ہے۔ حضرت قبلہ عالم امیر ملتؒ کا سالانہ عرس شریف مورخہ ۳۰؍ اگست مطابق ۴ ار جعادول ۲۲ شعبان بروز ہفتہ منعقد ہوگا۔ حسب سابق رات کو عشاء کی نماز کے بعد حویلی کی چھت پر وعظ و نعت خوانی ہوگی۔ حضرت مولانا الحاج معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب ۲۹، ۳۰ جولائی بروز منگل بدھ قصور بستی جماعت پورہ میں تشریف فرما تھے۔

ارتحالات

۱۔ حاجی امام الدین صاحب مالک مدینہ فلور ملز۔ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

۲۔ حاجی کپتان محمد صفدر زماں خاں صاحب کھلا بٹ ضلع ہزارہ

۳۔ مسمات محمد جان بی بی صاحبہ زوجہ بہرام خاں جلو ضلع ہزارہ

۴۔ والدہ خان محمد صاحب شجاع آباد ضلع ملتان

بقضائے الٰہی رحلت کر گئے ہیں۔ ادارہ ان سب مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔ اور قارئین سے بھی استدعا کرتا ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ مرحومین ہمارے دیرینہ بہی خواہ صالح اور پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔

نور محمد
منڈی چشتیاں

گناہوں کی سزا

حضرت شبلیؒ نے ایک حکیم سے کہا۔
مجھے گناہوں کی مرض ہے اگر اس کی دوا بھی آپ کے پاس ہو تو عنایت فرمائیے۔ یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں اور سامنے میدان میں ایک شخص تنکے چننے میں مصروف تھا۔

جو تجھ سے لو لگاتے ہیں وہ تنکے بھی چنتے ہیں

اس نے سر اٹھا کر کہا شبلی یہاں آؤ میں اسکی دوا بتاتا ہوں۔ حیا کے پھول، صبر و شکر کے پھل۔ عجز و نیاز کی جڑ۔ غم کی کونپل، سچائی کے درخت کے پتے۔ ادب کی چھال۔ حسن و اخلاق کے بیج۔ یہ سب لے کر خلوص کی چھاؤں میں بیٹھ جاؤ اور ریاضت کے ہاون دستے میں کوٹنا شروع کرو اور اشک پشیمانی کا عرق اس میں روز ملاتے جاؤ۔ ان سب دواؤں کو دل کی دیگچی میں بھر کر شوق کے چولہے پر پکاؤ۔ جب پک کر تیار ہو جائے تو صفائے قلب کی صافی میں چھان لینا اور شیریں زبان کی شکر ملا کر محبت کی تیز آنچ دینا جس وقت تیار ہو کر اترے تو اسکو خوف خدا کی ہوا سے ٹھنڈا کر کے استعمال کرنا جب حضرت شبلیؒ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہ دیوانہ غائب ہو چکا تھا۔

جو بیچتے تھے دوائے دل وکان اپنی بڑھا گئے۔